مرثیہ مربع

سن اے گردون اگر تو وہ دن نہ ہوتا
مدینے سے کبھی بیرون نہ ہوتا
تری گردش سے شہ محزون نہ ہوتا
اور اسکا کربلا مین خون نہ ہوتا

نجاتے اس طرح کوفے کو حیدر
نکرتا قتل شاہ دین مقرر
بلاتا ابن ملجم بھی جھجکر
جو قتامہ پہ وہ مفتون نہ ہوتا

نہ روتین حضرت خاتون جنت
ان آنکھون سے لہو کیا بیمروت
نہوتی اسقدر ان پر مصیبت
روان یون چشمۂ جیحون نہوتا

نہ لگتا زہر کا پیالہ حسن کو
جلاتا دھوپ مین کون انکے تن کو
حسین ابن علی جاتا نہ رن کو
جو دشت ماریہ گلگون نہ ہوتا

نہین مین شہربانو آہ بھر کر
ہوا جو کچھ کہون کیا میرے سر پر
ڈوبایا سعد کوفی نے مرا گھر
نہوتا یہ جو وہ ملعون نہ ہوتا

نہ مرتا اکبر و اصغر بچارا
نہ لٹتا ہائے یون خیمہ ہمارا
نجاتا جنگ کو قاسم دلارا
جو فوج شام کے مقرون نہوتا

حسین ابن علی کا غم ہے ایسا
بناے گریہ کا ہمدم ہے ایسا
جہان مین اور غم کوئی کم ہے ایسا
نہ روتا کوئی جو یہ مضمون نہوتا

جو باز آتا فلک جور و جفا سے
نہ کرتا یہ بدی آل عبا سے
خجل ہوتا نہ حضرت مصطفے سے
ترا کاسا اگر واژون نہوتا

جو ذکر ماتم شبیر و شبر
کسی سے تا بروز حشر یکسر
نہوتا شاعری مین گر مقرر
کوئی مصرع کبھی موزون نہوتا

سنا احوال تم نے اے عزیزان
نہ ہوتا ماتم شاہ شہیدان
کہے کیا تم سے آگے مہربان خان
تو کوئی دیتا مین یون محزون نہوتا

مرثیہ مربع

شام جب اہل حرم ہوکے گرفتار چلے
چشم گریان دل بریان جگر افگار چلے

دیکھ مقتل کی طرف کرتے یہ گفتار چلے
مرنیکو تم جو چلے کیون نہ ہمین مار چلے

کس سبب کرنے سے جو ہریان تم منھ موڑا
گر اس دین کیلیے تم ہمین جیسا چھوڑا
خنجر و تیغ و تبر کا تو نہ تھا کچھ توڑا
اس طرح لیکے ہمین قوم ستمگار چلے

ہم سوار اونٹون پہ ایسے کہ ہمین جیسے مجاز
ناتوان زین عبا جس سے نہ نکلے آواز
ہم سے نزدیک اجل اور سفر دور دراز
کھینچتا اُن کی مہار آگے وہ بیمار چلے

پابرہنہ ہے وہ اور راہ پر از خارستان
بسکہ ہارے ہے بدن انکے نے اب تاب و توان
کانٹے چبھ چبھ کے ہر اک تلوے سے ہو خون روان
گاہ بیہوش گئے ہوگئے وہ ہشیار چلے

ظالمون نے یہ جفا اور ستم ہمپہ کیے
جسکی ہم آرزوئین کرتے تھے جینے کیلیے
سو طرح عابد بیمار کو آزار دیے
سو وہ یون گریہ کنان زیست سے بیزار چلے

ہجر کا بسکہ تمھارے ہے الم اوس پہ کمال
راہ چلتے مین یہ اُسکا ہے نقاہت سے حال
وائے افسوس پدر دمبدم اسکا ہے مقال
لڑکھڑاتا ہوا جون زخمی سرشار چلے

تن بدن اپنے سے اصلا نہین رکھتا ہے خبر
یاد کر تمکو وہ کہتا ہے یہ آہین بھر کر
جا بجا خاک اُڑاتا وہ چلے ہے سر بر
مارین ظالم تھین اُن پہ نہ مرا وار چلے

غم تمھارے مین چلا جائے ہے وہ چشم پر آب
دیکھ سکتے نہین ہم اوسکے سر اوپر یہ عذاب
اُسکا دل آتش حرمان سے نہایت ہے کباب
یون اوسے گھیرے ہوئے لشکر کفار چلے

اس سفر مین کسے اب ہمسو کی ہے غمخواری
ایک عابد سو گرفتار غریب آزاری
کون ایسا جو غریبون کی کرے دلداری
یون تمھین چھوڑ کے بے یاور بے یار چلے

اُن لعینون نے نہ دی اتنی بھی ہمکو فرصت
تم بن اب لائے ہین یہ سر پہ ہمارے آفت
دفن کر لاشونکو یان تم سے جو کرتے فرقت
ہو جدا تم سے ہم اس طرح سے ناچار چلے

جو کہاتا تھا ہر اک آن دم و ہوش ترا
جسکو جاگہ تھی شب و روز ہر اک دوش ترا
دائما طفلی مین رہتا تھا ہم آغوش ترا
سیس اُسکا ہو سر نیزہ کی دستار چلے

خاک و خون مین ہین پڑے تیرے عزیزونکے تن
اور ہم ساتھ لعینون کے باین رنج و محن
نہ سر و سایہ ہے ان پہ نہ نہین گور و کفن
پیٹتے سینہ و سر روتے ہوئے زار چلے

قتل کر کے ترے جگر گوشونکو شامی بے پیر
کسی کے طوق گلے ڈال کسی کے زنجیر
اس مصیبت سے ہمین ابکے دن کر کے اسیر
شام کو لیکے ہین مشکل گنہگار چلے

گر کے منہ سوئے مدینہ پھر یہ پکاری زینب
تن نازک پہ اب اپنے کے روا تھا یہ غضب
یا محمد جو بلا ہم پہ تری روز و شب
تیر و خنجر و تبر و دشنہ و تلوار چلے

ساکن عرش بریں کرتے تھے جنکی پابوس
پابرہنہ سر عریاں دل بریاں افسوس
دھوپ روتا نہ ہی سر انکے پہ دریغ و افسوس
قریہ و دشت و دہ و کوچہ و بازار چلے

دمبدم خون جگر ان کے تئیں ہی اوقات
شور انکے نے کیا شور قیامت کو مات
سر پہ سایہ نہیں کچھ سر پہ بجز حق کی ذات
اس خرابی سے ترے عترت اطہار چلے

ہمیں سنتے ہیں یہ ملعون ہماری زاری
حال دشمن کے بھی دشمن پہ نہو یہ طاری
طعن و طنز انکے سے ہیں زخم دلوں پر کاری
جسطرح قید میں ہم سید ابرار چلے

تجھ بن اب کس سے کریں حال یہ اپنا اظہار
دیکھکر دور تجھے دے گئے دغا آخر کار
تیرے آگے جو کہلاتے تھے کہ ہم ہیں دیندار
خانۂ دین کے تئیں کر کے یہ مسمار چلے

ظالموں نے ہمیں دکھلائے یہ اپنے کردار
حلق پیاسے یہ سمجھتے ہیں چلے ہے تلوار
صورت اس حال کی آنکھوں میں پھرے گر ہر بار
پانی کی آگے ہمارے جو کہیں دھار چلے

اے مقدور کہاں آگے جو احوال پڑھے
خون ٹپکتے ہوئے سر نوک پہ نیزوں کی چڑھے
نے کفن لاشوں کو ان کی ملے نے گور گڑھے
ہائے یوں شہر مدینے سے وہ سردار چلے

مطلب اسطرح محمد سے کہیں تھیں زینب
لے زمیں تا بہ زمن حشر کا عالم تھا جب
اہل بیت نبوی بیٹھے جاتے تھے جب
قتلگہ پر سے وہ با دیدۂ خونبار چلے

سودا مجھ تو نہ کہہ آگے یہ کر احوال تمام
پنجتن پاک کا تو اپنے تئیں کہیو غلام
سنکے یہ مرثیہ بیتاب ہیں سب خاص و عوام
تیرے مذہب کی اگر بزم میں تکرار چلے

مرثیہ حضرت

دل سے ہیں مرغ چمن آج کہ نالاں ہیں ہم
ہے یہ بلبل کے زبان زد کہ پریشاں ہیں ہم
کہتے ہیں گل کہ صدا چاک گریباں ہیں ہم
نرگستاں کا سخن یوں ہے کہ حیراں ہیں ہم

جامۂ ماتمیاں سے ہے بہ تن نیلوفر
قمری کو سمجھو کہ اخگر سے ہے تہ خاکستر
نظر آتا نہیں یہ خوشۂ تاک انگور
آتش غم سے ہیں لالے کا نت اٹھ داغ جگر
سرو کہتا ہے یہی آہ گلستاں ہیں ہم
باغ کا آبلۂ غم سے ہوا دل مسعود